11070
۲۶/۲

(۱)

بخدمت جناب محترم مفتی صا
کراچی دار العلوم

دار الافتاء
۳۶/۱۹۴۵
دار العلوم کراچی

اسلام وعلیکم :-

جناب عالی :-

گزارش عرض یہ ہے کہ میں رشیدن بی میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے۔ انہوں نے اپنا گھر مجھے گفٹ کردیا تھا اپنی زندگی میں۔ لہٰذا اب میں اپنی زندگی میں اپنا یہ گھر اپنے بچوں میں تقسیم کرنا چاہتی ہوں۔ اور میرے تین بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں۔ میرے گھر کی اس وقت مالیت 1 کروڑ 25 لاکھ ہے لہٰذا میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کہ ٹوٹل میرا اس گھر میں کتنا حصہ اور میرے تین بیٹوں کا کتنا حصہ اور میری سات بیٹیوں کا کتنا حصہ بنے گا۔

مہربانی فرما کر آپ مجھے رہنمائی کرے۔

شکریہ

پتہ: مکان نمبر 7/1 سیکٹر 9/D لانڈھی نمبر 6

فون نمبر: 0343-2473470

رشیدن بی

28/12/2017

وضاحت: میرے شوہر کے ورثاء میں [illegible]
جاری

تین بیٹے اور سات 7 بیٹیاں ہیں، مرحوم کے والدین
دادا دادی اور نانی کا انتقال ان کی زندگی میں ہوگیا تھا
مرحوم نے مذکورہ مکان خالی کرکے ساز و سامان نکال کر
نہیں دیا تھا، صرف کاغذات میں لکھ کر دیا ہے
لیکن مرحوم یہ کہتے تھے کہ میں نے یہ مکان تمہارے مہر کے
بدلہ میں دیا ہے لیکن میرا مہر کتنا تھا مجھے یاد نہیں
ہے ساڑھے تین سو روپے تھا یا اور کچھ، بہر صورت اب
اس مکان کی تقسیم کس طرح ہوگی قرآن و حدیث کی روشنی
میں اس کا جواب دیں

رشیدن بی

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

سوال میں ذکر کردہ وضاحت کے مطابق جب آپ کے شوہر نے آپ کو مذکورہ گھر باقاعدہ مالک اور قابض بنا کر نہیں دیا تھا بلکہ صرف کاغذات میں لکھ کر دیا تھا تو اس کی وجہ سے آپ کو گفٹ کرنا شرعاً معتبر نہیں ہوا البتہ آپ کا یہ کہنا کہ "یہ مکان میرے مہر کے بدلے میں دیا تھا" اگر واقعۃً درست ہے، تو مہر کے عوض میں دینے کی وجہ سے آپ اس مکان کی مالک ہو گئیں اگرچہ آپ کو مہر کی رقم کتنی ہے یاد نہ ہو اور آپ کو اس مکان میں تمام مالکانہ تصرف کے اختیارات حاصل ہیں۔ البتہ یہ واضح رہے کہ آپ کے لئے اپنی زندگی میں اپنا مذکورہ مکان اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ میراث مرنے کے بعد تقسیم ہوتی ہے، زندگی میں نہیں، تاہم اس کے باوجود اگر آپ اپنی زندگی میں ہی اپنا یہ مکان تقسیم کرنا چاہتی ہیں تو کر سکتی ہیں، یہ شرعاً آپ کی طرف سے ھبہ (گفٹ) کہلائے گا، زندگی میں تقسیم کرتے ہوئے آپ اپنے لیے جتنا حصہ چاہیں رکھ سکتی ہیں اور بہتر بھی یہی ہے کہ آپ اندازہ لگا کر اپنی آئندہ زندگی میں جو جو آپ کی متوقع ضروریات ہوں اس کے مطابق اپنے لیے حصہ رکھ لیں تاکہ کسی کی محتاج نہ رہیں۔ اس کے بعد جو بچے اس کو دس (۱۰) برابر حصوں میں تقسیم کر کے ہر بیٹے اور بیٹی کو ایک ایک حصہ دیدیں یعنی سب کو برابر دیدیں اور برابر دینا ہی بہتر ہے۔ اور اس بات کی گنجائش بھی ہے کہ آپ میراث کے اصولوں کے مطابق تقسیم کرلیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ اپنا جو حصہ رکھنا چاہیں رکھ لیں اس کے بعد جو بچے اسے تیرہ (۱۳) برابر حصوں میں تقسیم کر کے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو دو، دو (۲) حصے اور ساتوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو ایک، ایک (۱) حصہ دیدیں۔

واضح رہے کہ اگر آپ اپنی اولاد کو مکان گفٹ کرنا چاہیں تو گفٹ اس وقت درست ہو گا جب آپ مکان کو تقسیم کر کے ہر ایک کے قبضے میں اس کا حصہ دیدیں، صرف کاغذات میں منتقل (ٹرانسفر) کر دینے سے شرعاً گفٹ درست نہیں ہو گا۔ اور اگر آپ مکان بیچ کر پیسے تقسیم کرنا چاہیں تو پھر پیسے قبضے میں دینا ضروری ہونگے۔ نیز اس تقسیم سے پہلے آپ نے اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی اہم قیمتی چیز دی ہے تو اسے بھی اس تقسیم میں شمار کر سکتی ہیں۔ نیز یہ کہ جب آپ کا انتقال ہو جائے گا تو اس وقت آپ کا جو مال ہو گا وہ آپ کی میراث ہو گی، اس وقت آپ کے جو ورثہ زندہ ہونگے وہ سب اس کے حقدار ہونگے، اگرچہ آپ نے اپنی زندگی میں انہیں کچھ دیدیا ہو۔

دار الافتاء

قال الله تعالى[النحل: ٩٠]

{إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ}.

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٥ / ٦٩٠)

(وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل (قوله: بالقبض) فيشترط القبض قبل الموت.

الفتاوى الهندية (٤/ ٣٩١)

ولو وهب رجل شيئا لأولاده في الصحة وأراد تفضيل البعض على البعض في ذلك لا رواية لهذا في الأصل عن أصحابنا ، وروي عن أبي حنيفة – رحمه الله تعالى – أنه لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل له في الدين ، وإن كانا سواء يكره وروى المعلى عن أبي يوسف – رحمه الله تعالى – أنه لا بأس به إذا لم يقصد به الإضرار، وإن قصد به الإضرار سوى بينهم يعطي الابنة مثل ما يعطي للابن وعليه الفتوى هكذا في فتاوى قاضي خان وهو المختار، كذا في الظهيرية.

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٤٤٤)

أقول: حاصل ما ذكره في الرسالة المذكورة أنه ورد في الحديث أنه – صلى الله عليه وسلم – قال «سووا بين أولادكم في العطية ولو كنت مؤثرا أحدا لآثرت النساء على الرجال» رواه سعيد في سننه وفي صحيح مسلم من حديث النعمان بن بشير «اتقوا الله واعدلوا في أولادكم» فالعدل من حقوق الأولاد في العطايا والوقف عطية فيسوي بين الذكر والأنثى........ وقال محمد: ويعطي للذكر ضعف الأنثى.

وفى بدائع الصنائع – (٦ / ١٢٧)

وأما كيفية العدل بينهم فقد قال أبو يوسف العدل في ذلك أن يسوي بينهم في العطية ولا يفضل الذكر على الأنثى وقال محمد العدل بينهم أن يعطيهم على سبيل الترتيب في المواريث للذكر مثل حظ الأنثيين كذا ذكر القاضي الاختلاف بينهما في شرح مختصر الطحاوي.------------------------------------- والله سبحانهٗ وتعالىٰ اعلم

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۳/ربیع الثانی/۱۴۳۹ھ
11/ جنوری/2018ء

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ
۲۵/۴/۱۴۳۹ھ

محمد اویس
اویس سیالکوٹی کان اللہ لہٗ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۳/ربیع الثانی/۱۴۳۹ھ
11/جنوری/2018ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۲۳/۴/۱۴۳۹ھ

دار الافتاء